دوسرا چہرہ

اشتیاق احمد

نیا ادب

نئی نسل

50

دوسرا چور

اشتیاق احمد

اشتیاق پبلی کیشنز ۹/۱۲، نصیر آباد ساندہ کلاں، لاہور Ph: 321537

786 9306 01 006

Rs. 4.50

Ishtiaq Ahmad's

Dusra Chor
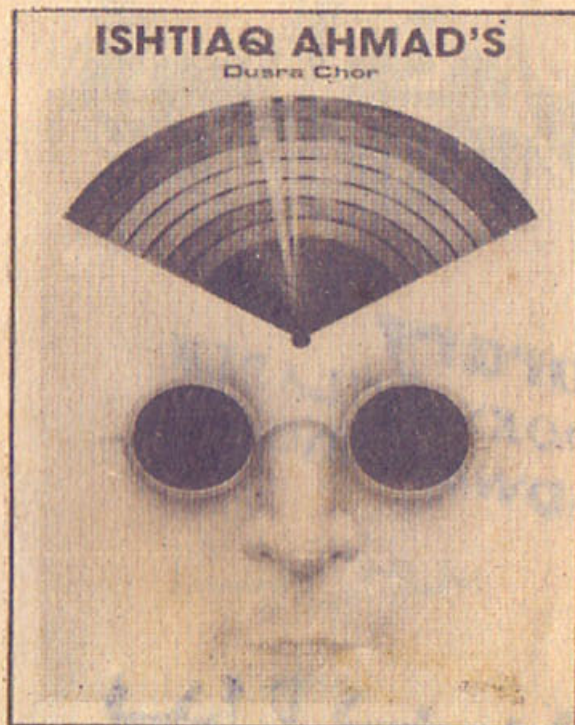
Printed by :

Azeem Aleem Printers, Lahore

Published by :

Ishtiaq Publication 9/12 Naseerabad,
Sanda Kalan, Lahore, Phone : 321537

786 9306 01 006

ہم شادی میں شرکت کے لیے نہیں جا رہے۔" فاروقی صاحب نے اعلان کیا۔

"جی کیا مطلب.... کل تو آپ نے فیصلہ کیا تھا کہ جائیں گے۔" بیگم فاروقی بولیں۔

"رات محلّے کے تین گھروں میں چوری کی وارداتیں ہوئی ہیں، مجھے ڈر ہے، اگر ہم دونوں شادی میں گئے تو کہیں ہمارے گھر میں بھی چوری نہ ہو جائے۔" فاروقی صاحب نے پریشان ہو کر کہا۔

"لیکن...... خان صاحب آپ کے بچپن کے دوست ہیں.... آپ نہ گئے تو وہ بُرا مانیں گے؟"

"تب پھر.... میں کیا کروں۔"

"میں بتاؤں ابا جان۔" عائشہ بول اُٹھی۔

"ضرور میری بیٹی .... جلدی بتاؤ۔"

"ہم پانچوں نہیں جاتے .... ساری رات جاگ کر گھر کی حفاظت کریں گے .... اور رات کا وقت ہم پڑھتے ہوئے یا کھیلتے ہوئے گزار دیں گے .... گھر کے تمام دروازے اور کھڑکیاں اندر سے بند رکھیں گے .... بلب جلائے رکھیں گے، ان حالات میں بھلا کوئی چور ہمارے گھر میں داخل ہونے کی جرأت کر سکے گا۔"

"باتیں تو تمھاری بہت معقول ہیں بھئی عائشہ اور پھر گھر میں کرمو جو ہے .... بازار سے کچھ چیزیں لینے گیا ہے شاید۔"

"اور ہم چاروں بھی باجی کی تائید کرتے ہیں۔" طاہر بولا۔

"چلو پھر یہی طے رہا .... لیکن تم گھر کی چیزوں کو اِدھر اُدھر نہیں کرو گے۔" فاروقی صاحب خوش ہو کر بولے۔

"بہت بہتر! ہم پوری کوشش کریں گے کہ آپ کو کوئی شکایت ہم سے پیدا نہ ہو۔"

"تو پھر بیگم تیاری کریں۔"

"ہاں اور کیا۔" وہ بھی خوش ہو گئیں۔

جلد ہی دونوں میاں بیوی تیار ہو کر گھر سے رخصت ہو رہے تھے، جاتے ہوئے فاروقی صاحب نے کہا:

"پوری طرح ہوشیار رہنا..... آنکھیں اور کان کھلے رکھنا اور کھڑکیاں اور دروازے بالکل بند رکھنا.... اور ہاں جونہی ہم باہر نکلیں.... بیرونی دروازہ فوراً بند کر لینا۔"

"آپ بالکل فکر نہ کریں.... ہم ہر کام آپ کی ہدایت کے عین مطابق کریں گے۔"

دونوں چلے گئے.... طاہر ان کے پیچھے گیا اور دروازہ اندر سے بند کر لیا.... اس کے باوجود فاروقی صاحب نے طاہر سے کہا:

"طاہر! تم نے دروازہ اندر سے بند کر لیا ہے نا۔"

"جی ہاں! بالکل بند کر لیا ہے.... آپ بے شک دباؤ ڈال کر دیکھ لیں۔"

فاروقی صاحب نے دروازے پر دباؤ ڈالا.... اور اس کو بند پا کر اطمینان کا سانس لیا.... پھر طاہر نے گاڑی روانہ ہونے کی آواز سنی اور اپنے بہن بھائیوں کے درمیان واپس آ گیا۔

"اب! آج کی رات ہماری ہے.... کل سکول کی بھی چھٹی ہے.... اس لیے خوب مزا آئے گا۔" عائشہ بولی۔

"اور اگر کوئی چور آ گیا تو مزے کا ذائقہ بدل جائے گا۔" کمال ہنسا۔

"مزے کا ذائقہ .... کمال ہے" کوثر نے ہنس کر کہا۔
"ہاں! کمال تو میں ہوں" کمال نے کہا۔
"مجھے بھوک لگی ہے" منّے میاں کی آواز سنائی دی۔
"ایک تو منّے میاں کی بھوک نے مارا .... تمام رات تو انھیں دودھ دیتے ہی بیت جائے گی"
"چلیے کوئی بات نہیں .... مقصد تو رات گزارنا ہی ہے نا" منّے میاں ہنسے۔
"لیکن اس طرح تو رات بہت بور گزرے گی"
"پہلے مجھے دودھ دے دیں .... پھر میں بتاؤں گا کہ رات کس طرح مزے دار گزر سکتی ہے!
"اوہو اچھا! یہ بات ہے ...."
عین اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی:
"اوہو .... سر منڈاتے ہی اولے پڑے" طاہر نے گھبرا کر کہا۔
"نن... نہیں تو بھائی جان .... ہم میں سے تو کسی نے بھی سر نہیں منڈائے .... پھر اولے کس طرح پڑ سکتے ہیں" کوثر نے حیران ہو کر کہا۔
"بھئی اولوں کا کیا ہے .... وہ تو کسی طرح بھی پڑ سکتے ہیں" عائشہ بولی۔
گھنٹی ایک بار پھر بجی۔

" میرا خیال ہے .... پہلے دروازہ کھول کر دیکھ لیتے ہیں ..."
کمال نے کہا۔
" کک .... کہیں .... وہ چور نہ ہو" منّے میاں بولے۔
" ارے باپ رے" عائشہ نے گھبرا کر کہا۔
" منّے میاں .... تمھارا دماغ تو نہیں چل گیا؟" طاہر نے
بُرا سا منہ بنایا۔
" کیوں .... کیوں .... میں نے ایسی کیا بات کہ دی"
" چور اس طرح دستک دے کر نہیں آیا کرتے"
" آج کل کے چور بھی تو نئے زمانے کے چور ہیں .... کسی
طرح بھی آ سکتے ہیں"
" اوہو! میں کہتی ہوں، پہلے جاکر دروازہ تو کھولو" عائشہ
نے جل کر کہا۔
" لیکن سوال یہ ہے کہ دروازہ کھولنے جائے کون؟"
" مجھے تو ڈر لگتا ہے" کوثر نے گھبرا کر کہا۔
" کرمو کو بھی آج ہی گھر کی چیزیں خریدنے کے لیے جانا
تھا .... کتنی دیر ہو گئی .... اب تک نہیں آیا"
" آجائے گا .... دروازے تک جانے میں ڈر کی کیا بات
ہے .... ابھی تو رات کے صرف آٹھ بجے ہیں .... جاؤ طاہر تم
دروازہ کھولو"

"مم.... میں کھولوں دروازہ.... یعنی کہ میں.... آپ بھی کیا بات کرتی ہیں باجی" طاہر نے کہا۔

"اچھا تو پھر مجھے کیا بات کرنی چاہیے؟"

"کوئی اچھی سی.... خوب صورت سی بات...." طاہر بولا۔

"میں نے دودھ پی لیا ہے.... میں کھول آؤں دروازہ"

"ہائیں.... تم نے دودھ کب پی لیا.... ابھی تو ہم میں سے کسی نے تمھیں دودھ دیا ہی نہیں"

"جی.... وہ.... مجھے ابھی ابھی نیند سی آ گئی تھی.... بس خواب میں امّی جان نے دے دیا" منّے میاں بولے۔

"چلو اچھا ہوا.... ہماری جان چھوٹ گئی.... شاباش.... جا کر دروازہ کھول دو.... اور ہاں دیکھو، ڈرنا نہیں.... ہم جو ہیں یہاں" عائشہ نے جلدی جلدی کہا۔

"بالکل ٹھیک.... منّے میاں.... ڈرنے کی کیا بات ہے.... دروازہ ہی کھول رہے ہیں نا.... کوئی چوری تو نہیں کر رہے" طاہر نے خوش ہو کر کہا۔

"آپ فکر نہ کریں.... مجھے ڈر نہیں لگتا.... بلکہ مجھے تو یہ پتا ہی نہیں کہ ڈر آپ لوگ کس چیز کو کہتے ہیں.... ہو سکتا ہے، جب مجھے یہ پتا چل جائے کہ ڈر کس کو کہتے ہیں، اس"

دل شاید میں ڈر سے لگ جاؤں گا۔

"اچھا اب باتیں نہ بناؤ ..... جا کر دروازہ کھول دو۔"

منّے میاں چلے گئے .... باقی بیٹھے کانپتے رہے ....

"اُف مالک ..... چور اب آیا کہ اب آیا۔" عائشہ نے کانپ کر کہا۔

"آنے والے کو آخر آنا ہی ہے .... ہم کس طرح روک سکتے ہیں اسے۔" طاہر نے کہا۔

"کمال تو یہ ہے .... کہ وہ دستک دے کر آ رہا ہے۔" کمال نے کہا۔

"تم ہر جملے میں اپنا نام نہ شامل کیا کرو .... کیا گندی عادت ہے تمھاری۔"

"یہ کوئی کم کمال نہیں ہے بھائی جان۔" کمال نے منہ بنایا۔

"کم کمال ہو یا زیادہ کمال ہو .... ہمارے لیے بس تم ہی کافی کمال ہو .... اور کمالوں کا ہم کیا کریں گے۔"

"آپ تو میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے۔" کمال نے جل کر کہا۔

"تمھارے پیچھے نہیں .... تمھارے نام کے پیچھے .... ارے ... یہ منّے میاں اب تک نہیں لوٹے۔

عین اس وقت دروازے کی گھنٹی ایک بار پھر بجی:

"ہائیں.... اس کا مطلب ہے.... منے میاں اب تک جا کر دروازہ نہیں کھول سکے.... لیکن کیوں...."

"جا کر دیکھنا چاہیئے۔"

"اور دیکھے کون؟" عائشہ نے کہا۔

"آپ بڑی ہیں..... آپ ہی جا کر دیکھیں۔"

"لیکن.... چھوٹوں کے ہوتے ہوئے بڑے ایسے کام نہیں کرتے.... تم جاؤ طاہر.... جا کر دیکھو۔"

"لیکن میں بھی تو کمال اور کوثر سے بڑا ہوں۔" طاہر نے کہا۔

"کمال ہے.... میں بھی تو کوثر سے بڑا ہوں۔" کمال نے کہا۔

"حد ہو گئی.... اس سے تو کہیں بہتر تھا کہ منے میاں ہی دروازہ کھول دیتے...." کوثر نے جل کر کہا اور اُٹھ کر دروازے کی طرف چلی گئی.... اس نے دیکھا کہ منے میاں ایک سٹول اٹھا کر دروازے کی طرف جا رہے ہیں۔

"یہ کیا کر رہے ہو منے میاں؟"

"دروازے کی کنڈی اونچائی پر ہے، میرا ہاتھ نہیں پہنچ رہا تھا.... یہ سٹول اُٹھا کر لایا ہوں۔"

"تو ہمیں آواز دے دی ہوتی" کوثر نے جل کر کہا۔
"میں نے سوچا ..... آپ میں سے تو کوئی بھی دروازہ کھولنے
ہرگز نہیں آئے گا، یہ مہم مجھے ہی سر کرنا ہو گی ...."
"ہٹو ایک طرف .... آئے بڑے مہم سر کرنے والے ....
شکل دیکھی ہے آئینے میں" کوثر نے تلملا کر کہا۔
"وہ تو صبح سکول کی تیاری کرتے وقت روز ہی دیکھتا
ہوں .... اور ہاں سکول سے آکر بھی ....؟ منے میاں بولے۔
"دماغ نہ چاٹو ـــ" کوثر نے بھنّا کر کہا۔
"آپ نے اپنے سر پہ شہد تو نہیں لگا رکھا" منّے
میاں بھی جل گئے .... اور کوثر نے کنڈی کھول دی۔
خدا کا شکر ہے .... دروازہ تو کھلا .... شاید صاحب
اور بیگم صاحب گھر پر نہیں ہیں" کرمو نے کہا۔
"تم نے یہ اندازہ کس طرح لگایا"
"اگر وہ گھر پر ہوتے تو دروازہ کھلنے میں اتنی دیر نہ
لگتی" اس نے کہا .... اس نے اپنے کندھے پہ گھر کا بہت
سارا سامان لادا ہوا تھا:
"تمھارا اندازہ بالکل ٹھیک ہے کرمو .... وہ شادی میں شرکت
کرنے کے لیے جا چکے ہیں .... اور ہم لوگوں کو رات جاگ کر
گزارنے کی ہدایت کر گئے ہیں"

"وہ کس لیے" کرمو چونک کر بولا۔
" رات محلّے کے تین گھروں میں چوریاں ہوئی ہیں"۔
" اوہ ہاں .... واقعی .... ارے باپ رے .... آج ہمیں
اکیلے رہنا ہو گا" کرمو گھبرا گیا۔
" اکیلے کیوں .... ہم پانچ بہن بھائی ہیں .... اور چھٹے
ہو گئے تم"
" میں تو خیر رات کو نہیں جاگ سکتا .... سارے دن کا
تھکا ہوا ہوں" کرمو نے فوراً کہا۔
" خیر کوئی بات نہیں .... تم جا کر سو جانا .... ہم جاگ
لیں گے .... کوئی بات ہوئی تو پھر تمھیں جگا لیں گے"
" ٹھیک ہے .... لیکن مجھے چوروں سے ڈر بہت لگتا ہے"
" آپ کو ڈرنے کی کیا ضرورت ہے، ہم کر لیں گے چور کا
سامنا" طاہر نے منہ بنایا۔
" تم تو اس طرح کہہ رہے ہو طاہر .... جیسے چور ضرور
ہی آئے گا"
" اس کا کیا بھروسہ" طاہر بولا
" یہ تو ٹھیک ہے .... چور کا کیا بھروسہ .... اچھا میں تو
چلتا ہوں باورچی خانے میں .... ابھی تو اس سامان کو بھی
ترتیب سے لگانا ہے .... ورنہ بیگم صاحبہ ناراض ہوں گی۔

" اور اس کے بعد اگر تم ہمیں چائے بنا دو تو تمہاری بہت مہربانی ہو گی "۔

" صاحب کا حکم ہے کہ آپ لوگوں کو چائے صرف صبح ناشتے کے وقت دی جائے .... اور کسی وقت نہیں "۔ کرمو بولا۔

" لیکن کرمو صاحب .... ذرا سوچیں .... سردیوں کی یہ پہاڑ جیسی رات بھی تو ہمیں کاٹنا ہے "۔ طاہر بولا۔

" ہپ .... پہاڑ جیسی رات .... اس کا مطلب ہے .... اگر ہم نے آج یہ رات جاگ کر گزار دی تو گویا ہم پہاڑ سر کر لیں گے .... بھئی واہ .... آج کے بعد ہم بھی کوہ پیماؤں میں لکھے جائیں گے "۔ کوثر نے جلدی جلدی کہا۔

" حد ہو گئی .... بات کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہو "۔ طاہر نے جل کر کہا۔

" اچھی بات ہے .... اب میں بات کو کہیں نہیں لے جاؤں گی "۔ کوثر بُرا مان گئی۔

کرمو ہنستا ہوا باورچی خانے کی طرف چلا گیا۔

" اب تو کرمو بھی آ گیا .... لہٰذا متے میاں کے لیے اب اٹھنا نہیں پڑے گا .... لہذا کیوں نہ کیرم کھیل کر رات گزار لی جائے ...."

" کمال ہے .... پانچ آدمی کیرم کس طرح کھیلیں گے "
" منّے میاں بیٹھ کر اپنا سبق یاد کریں گے " طاہر نے کہا۔
" یہ بھی ایک ہی رہی .... صرف میں سبق یاد کروں گا .... اور آپ لوگ کیرم کھیلیں گے .... اسے کہتے ہیں انصاف .... کیا جہانگیر بادشاہ بھی ایسا انصاف کرتا ہو گا " منّے میاں نے جل بھن کر کہا۔
" ارے .... یہ .... یہ اس پردے کے پیچھے جوتے کس کے نظر آ رہے ہیں " کوثر نے چونک کر کہا۔
" ج ..... جوتے .... کون سے جوتے .... کس کے جوتے .... کیسے جوتے "
" اوہو .... بھئی اس کھڑکی کی طرف دیکھو .... کھڑکی پر پردہ لٹک رہا ہے .... جو فرش سے قدرے اونچا ہے .... وہاں فرش پر پردے سے ذرا آگے نکلے ہوئے .... جوتے .... یعنی جوتوں کا صرف اگلا حصّہ آگے نکلا ہوا ہے نا "
" ہاں : ہے تو سہی .... لگتا ہے کہ .... ابا جان شادی میں جوتے پہنے بغیر چلے گئے ، کمال کی بات ہے " کمال نے کہا
" کمال کی نہیں .... خراب دماغ کی بات ہے .... ارے میاں میرے بھولے بھائی .... ابا جان دوسرے جوتے پہن گئے ہیں "

" اوہ ہاں واقعی .... یہی بات ہے "

" تب پھر یہ جوتے .... ہم نے تو آج تک ابا جان کے ایسے جوتے دیکھے نہیں "

" ہائیں .... تو کیا یہ کرمو کے ہیں "

" نہیں کرمو بھلا یہاں اپنے جوتے کیوں رکھتا .... وہ اپنی چیزیں اپنے کمرے میں رکھتا ہے "

" خیر چھوڑو .... ابا جان آئیں گے تو ان سے پوچھ لیں گے ، ان جوتوں کے بارے میں ...." عائشہ نے کہا

" ہاں اور کیا .... ہم تو اس پیاری پیاری رات کو ضائع کرنے پر تل گئے ہیں .... آخر ہم گیم کیوں شروع نہیں کرتے " کوثر نے کہا۔

" بالکل ٹھیک .... آؤ .... منے میاں ہم میں سے جب کوئی ہارے گا تو اس کی جگہ آپ کو بٹھایا جائے گا " طاہر نے کہا۔

" بالکل ٹھیک .... اب مجھے کوئی اعتراض نہیں " منے میاں نے خوش ہو کر کہا۔

اور اس دوران تم کوئی مزے دار سی کہانی کی کتاب پڑھ سکتے ہو .... میں آج ہی اس طرح کی کہانیوں کا ایک سیٹ بازار سے لے کر آیا ہوں " طاہر نے کہا۔

" بہت خوب! آپ وہ پورا سیٹ مجھے دے دیں"

" اچھی بات ہے .... ابھی لا کر دیتا ہوں"

طاہر اُٹھا اور الماری کی طرف چلا گیا .... اس نے کہانیوں کی کتابیں منّے میاں کے آگے ڈال دیں .... وہ کبھی ایک کو اٹھا کر دیکھنے لگے، کبھی دوسری کو .... آخر ایک کتاب پڑھنے لگا .... باقی چاروں نے کیرم شروع کر دیا .... کمرے میں کھٹ کھٹ گونجنے لگی

" بھئی واہ ..... یہ کہانی بھی ایک چور کی ہے" ایسے میں منّے میاں کی آواز سنائی دی۔

" خاموشی سے پڑھ لو .... بولو نہیں"

" ارے ہاں .... کوثر تم نے کرمو کے اندر داخل ہونے کے بعد دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا نا؟"

" دروازہ اندر سے ..... بند" کوثر نے سوچتے ہوئے کہا۔

" ہاں جلدی یاد کرو .... کہیں دروازہ کھُلا نہ پڑا ہو"

" یاد نہیں آ رہا"

" تو پھر جا کر دیکھو"

اتنا کام تو منّے میاں بھی کر سکتے ہیں .... کیرم چھوڑ کر جانا ذرا مشکل ہوتا ہے نا"

"اور کہانی چھوڑ کر جانا اور بھی مشکل ہوتا ہے .... تجربہ کر کے دیکھ لیں۔" منّے میاں بولے۔

"اچھا بابا..... میں ہی دیکھ آتی ہوں جا کر۔"

کوثر نے تلملا کر کہا، وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی اور باہر نکل گئی ..... دوسرے ہی لمحے وہ واپس آگئی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ خوف تھا:

"کیا بات ہے .... خیر تو ہے؟"

"ہاں! لیکن میں دروازہ بند کرنا بھول گئی تھی ... دروازہ کھلا ہوا تھا۔"

"ارے باپ رے .... اچھا ہوا .... ہمیں جلد خیال آگیا.. ورنہ مارے گئے تھے۔"

"ہاں! آؤ کیرم شروع کریں۔"

وہ کیرم کی طرف متوجہ ہو گئے .... منّے میاں کہانی کی کتاب میں گم تھے .... اور کرمو شاید اپنے کمرے میں جا کر لیٹ گیا تھا.... ایسے میں منّے میاں کی چہکتی آواز سنائی دی۔

"وہ مارا۔"

"یہ تم کہانی کی کتاب پڑھ رہے ہو یا مارا ماری کر رہے ہو۔" عائشہ نے کہا۔

"مارا ماری تو کیرم میں ہوتی ہے.... جو آپ چاروں کو مبارک ہو..... میں تو صرف کہانی پڑھ رہا ہوں.... دراصل کہانی کے کرداروں نے اس چور کو پکڑ لیا ہے....اور اب اس کی مرمت کر رہے ہیں...."

"ہمیں نہ سناؤ.... پڑھنے سے کام رکھو...."

"اچھی بات ہے.... شکریہ"

کافی دیر گزر گئی.... ایسے میں اچانک طاہر کی نظر ان بوٹوں کی طرف اٹھ گئی اور پھر اس کی آنکھوں میں خوف ہی خوف دوڑ گیا۔

"ارے ارے.... یہ.... یہ.... یہ کیا؟"

"کہاں.... کیا؟" عائشہ نے بھی چونک کر کہا اور طاہر کی طرف دیکھا.... وہ برابر ان جوتوں کو دیکھے جا رہا تھا۔ اس کے جسم پر تو اب لرزہ بھی طاری تھا۔

"اُف مالک! یہ کیا.... ان.... ان جوتوں کا رُخ تو اب وہ نہیں ہے جو پہلے تھا.... پہلے جوتے سیدھے تھے، .... اب ٹیڑھے ہیں"۔ عائشہ نے کہا۔

"لیکن! جوتے خود بخود ٹیڑھے کس طرح ہو سکتے ہیں؟"

"جوتوں سے پوچھنا چاہیے"۔ منے میاں بولے۔

"دماغ تو نہیں چل گیا.... جوتوں سے کس طرح پوچھ سکتے

ہیں" طاہر نے اُسے گھورا۔
"جوتوں سے ہم تو خیر پوچھ سکتے ہیں.... جوتے جواب نہیں دے سکتے" عائشہ نے بھی طاہر کو گھورا۔
"منّے میاں .... ذرا ان جوتوں کو نزدیک سے دیکھنا جاکر"
"یہ کام بھی میں ہی کروں" منّے میاں بھنّا کر بولے۔
"ہاں! مجبوری ہے"
"کیسی مجبوری .... آپ لوگ بھی اب رُک گئے ہیں.... آپ میں سے کوئی اُٹھ کر کیوں نہیں دیکھ لیتا"
"کمال ..... چلو اٹھو.... یہ کام تم کرو"
"میں کمال کرتا رہتا ہوں .... کیا یہ کافی نہیں"
"نہیں.... چلو اٹھو"
کمال ڈرتے ڈرتے اُٹھا اور جوتوں تک گیا.... پھر جونہی اس نے پردہ ہٹایا۔ وہ چلّا اُٹھا۔
"ارے باپ رے.... ان جوتوں میں تو آدمی بھی ہے"
"کیا کہا.... آدمی" وہ ایک ساتھ چلّائے۔
"شور نہ مچائیں بھئی...." ایک سرد آواز گونجی .... اور پردے کے پیچھے سے ایک عدد سیاہ پوش نکل کر باہر آگیا...."
"ارے باپ رہے .... کک ... کیا آپ چور ہیں"
"ہاں! میں چور ہوں"

" لل .... لیکن ! آپ یہاں کیوں کھڑے تھے اتنی دیر سے "

" آیا تو چوری کرنے تھا .... لیکن تمھاری مزے دار باتوں نے روک لیا ... اور میں اپنا کام کرنا بھول گیا "

" مزے دار باتیں .... نہیں تو .... ہم تو کوئی مزے دار باتیں نہیں کر رہے تھے .... مزے دار باتیں تو کچھ اور طرح کی ہوتی ہیں "

" یہ تمھارا خیال ہے .... میرا نہیں .... "

" اب آپ کا کیا پروگرام ہے " طاہر بولا۔

" پروگرام تو چوری کا تھا .... "

" تو کیا آپ نے اب پروگرام بدل دیا ہے " منے میاں جلدی سے بولے۔

" سوچ رہا ہوں .... کیا کروں "

" ویسے ہم لوگ زیادہ مال دار نہیں ہیں " کوثر نے کہا۔

" اتنے غریب بھی نہیں ہیں " چور بولا .... وہ سر سے پیر تک سیاہ لباس میں تھا۔

" یہ بات آپ اتنے یقین سے کس طرح کہ سکتے ہیں "

" چور جب کہیں چوری کرنے کا خطرہ مول لیتا ہے نا .... تو اس گھر کے بارے میں پہلے ہی معلومات حاصل کر لیتا ہے "

" تو آپ ہمارے گھر کے بارے میں پہلے ہی معلومات

حاصل کر چکے ہیں ۔"

" ہاں ! بالکل معلوم کر چکا ہوں .... فاروقی صاحب کھاتے پیتے آدمی ہیں ۔"

" اچھی بات ہے .... لیکن ہم پانچ ہیں .... آپ اکیلے ہیں .... چوری کس طرح کریں گے ۔"

" کیا مطلب ؟" چور چونک کر بولا ۔

" مطلب یہ کہ ..... ہم کرکٹ کے کھلاڑی ہیں .... جوڈو کراٹے بھی جانتے ہیں .... اور ہیں بھی پانچ ، لہٰذا ہم تو آپ کو دیں گے الٹ ۔" طاہر نے جلدی جلدی کہا

" اوہ ! تو یہ بات ہے .... خیر .... میرے ہاتھ کی طرف بھی غور سے دیکھ لیں .... پھر بات کریں ۔"

انھوں نے چور کے ہاتھ کی طرف دیکھا .... اور پھر حیرت زدہ اور خوف زدہ ہو کر رہ گئے .... کیوں کہ اب اس میں سیاہ رنگ کا ایک پستول تھا ....

" حیرت ہے .... لباس بھی سیاہ اور پستول بھی سیاہ ...." کوثر بولی ۔

" پتا نہیں .... دل بھی سیاہ ہو ۔" طاہر نے کہا ۔

" سیف کی چابیاں کہاں ہیں ؟"

" ارے .... تو کیا آپ کا ارادہ واقعی چوری کرنے کا

ہے ؟"

"اور کیا میں یہاں جھک مارنے آیا ہوں۔"

"جھک .... وہ کیا ہوتا ہے؟" منّے میاں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہوتا ہے نہیں .... ہوتی ہے .... جھک مؤنث ہے۔"

"آپ کسی سکول میں استاد ہیں کیا؟" منّے میاں نے فوراً پوچھا۔

"ارے نہیں .... چور تو ویسے ہی استاد ہوتے ہیں، انھیں سکول میں استادی کی ضرورت نہیں ہوتی۔"

"اچھا تو مسٹر چور .... ہمارے گھر میں اس وقت سیف کی چابیاں نہیں ہیں .... ابّا جان ساتھ لے گئے ہیں۔"

"خیر کوئی بات نہیں .... میں اپنی چابیوں سے سیف کھولنے کی کوشش کرتا ہوں .... کھل گئی تو ٹھیک .... ورنہ سیف کا تالا توڑ دوں گا۔"

"آپ ہمارے ہوتے ہوئے یہ سب کریں گے؟" کمال نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! مجبوری ہے .... ایسا تو کرنا ہو گا۔"

"چلیے پھر کریں .... یہ پستول دکھائیں ذرا۔" طاہر نے سرسری انداز میں کہا۔

" چالاکی کرنے کی کوشش نہ کریں..... میں نے بہت چالاک لوگ دیکھے ہیں"

" ہو سکتا ہے.... دیکھے ہوں..... لیکن ہم سے نہیں دیکھے ہوں گے"

" کیا مطلب؟" چور نے حیران ہو کر کہا۔

" مطلب یہ کہ کیا ہم آپ کو خوف زدہ نظر آتے ہیں"

" نہیں خیر.... خوف زدہ تو آپ لوگ نہیں نظر آئے" اس نے کہا۔

" جب کہ آپ کے ہاتھ میں پستول بھی موجود ہے"

" ہاں! یہ تو ہے"

" لیکن اس پستول کے ہوتے ہوئے بھی ہم خوف زدہ نہیں ہیں.... جب کہ آپ ایک چور ہیں"

" کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

" آپ چلتے پھرتے نظر آئیں.... یہاں سے آپ کچھ نہیں لے جا سکیں گے"

" کیا کہ رہے ہو بھئی...." چور نے حیران ہو کر کہا۔

" ہمیں اصل اور نقل کی تمیز ہے" طاہر ہنسا۔

" کیا کہا؟" چور چلایا۔

" ہاں! ہمیں اصل اور نقل کی تمیز ہے!"

"کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں نقلی چور ہوں"۔

" نہیں .... بلکہ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ اصلی چور ہیں" کوثر نے کہا۔

" اگر میں اصلی چور ہوں .... تب تو آپ کو مجھ سے ڈرنا چاہیے"

" نہیں .... اس لیے کہ آپ بے شک اصل ہیں .... لیکن آپ کے ہاتھ میں پکڑا ہوا پستول بالکل نقلی ہے"

" کیا !!!" چور زور سے چلّایا - اس کے چہرے پر بلا کی حیرت دوڑ گئی ۔

" کیوں ! میں نے غلط تو نہیں کہا" طاہر بولا۔

" حیرت ہے .... آپ نے یہ کس طرح جان لیا"

" دن رات کھلونا پستولوں سے کھیلتے ہیں .... کھلونا پستول سے کھیلنے کا ہمیں بہت شوق ہے .... ایک سے ایک بہترین کھلونا خریدتے ہیں .... ہمارے ایک انکل ہیں امریکا میں .... وہ بھی ہمیں بھیجتے رہتے ہیں .... آپ کے ہاتھ میں اس وقت جو پستول ہے نا .... بالکل ایسا پستول تو ہمارے پاس بھی ہے"

" ہوں ... تو یہ بات ہے .... خیر بھئی اس میں شک نہیں کہ یہ پستول نقلی ہے .... لیکن میں چور اصلی ہوں .... اور ایک منٹ میں تمھیں ننگنی کا ناچ نچا سکتا ہوں"

"یہ تجربہ بھی کر کے دیکھ لیں۔"

"اچھی بات ہے.... لو میں تم پر حملہ آور ہوتا ہوں۔"
یہ کہ کر اس نے یک دم ان پر حملہ کر دیا، لیکن وہ پہلے ہی ہوشیار تھے۔ اِدھر اُدھر پھیل گئے۔ کمرے کے کونے میں ان کی ہاکیاں رکھی تھیں.... آن کی آن میں انھوں نے وہ اُٹھا لیں.... اور تلواروں کی طرح ہاکیوں کو گھما کر چور کی طرف بڑھنے لگے۔

"ارے ارے.... یہ کیا۔"

"ہیں تو خیر یہ ہاکیاں.... لیکن اس وقت کام دیں گی تلواروں کا۔" طاہر نے کہا اور زور شور سے ہاتھ چلانے لگا۔

"اور میں تو وہ ہاتھ دکھاؤں گا.... کہ تم میرے کمال کو مان جاؤں گا۔" کمال نے کہا۔

"یا اللہ! کہاں پھنس گیا۔" چور نے گھبرا کر کہا۔

"ہائیں.... چور ہو کر اللہ کو بھی مانتے ہو۔"

"ہاں کیوں۔ آخر میں مسلمان ہوں۔"

"لیکن اللہ سے ڈرتے نہیں.... اگر ڈرتے ہوتے تو یہ کام ہرگز نہ کرتے۔"

"یہ... یہ تم نے کیا بات کہی۔" چور نے حیران ہو کر کہا۔

"میں نے غلط نہیں کہا.... اللہ سے ڈرنے والے چوری

نہیں کر سکتے "

" پتا نہیں .... آپ لوگ کس قسم کے لوگ ہیں .... اچھا
میں چوری کیے بغیر یہاں سے چلا جاتا ہوں "

" جی نہیں ! اب آپ جا نہیں سکتے "

" کیا مطلب "!

" مطلب یہ کہ .... اب تو ہم آپ کو پولیس کے حوالے
کریں گے " طاہر نے مسکرا کر کہا۔

" ن ... نہیں .... آپ ایسا نہ کیجیے گا "

" کیوں .... کیا بات ہے "؟

" مجھے جیل جانے سے بہت ڈر لگتا ہے .... پولیس والے
چور کے ساتھ بہت بُرا سلوک کرتے ہیں ، اسے بند کر کے
بُری طرح مارتے ہیں "

" اچھا .... تو تمھیں یہ بات معلوم ہے ...."

" ہاں ! معلوم ہے .... آپ مجھے جانے دیں .... میں وعدہ
کرتا ہوں .... اب چوری نہیں کیا کروں گا "

" کیا اعتبار "

" بھئی میں وعدہ کر رہا ہوں نا "

" اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ آپ وعدہ نبھائیں
گے بھی "

"ضمانت کوئی نہیں .... میری زبان پر اعتبار کرنا ہوگا... نہیں اعتبار تو پھر آپ مجھے پولیس کے حوالے ہی کر دیں..." اس نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"طاہر پولیس کو فون کرو.... ارے ہاں ! اس محلے میں کئی روز سے چوریاں ہو رہی ہیں.... کیا یہ چوریاں بھی آپ نے ہی کی تھیں"

"ہاں ! میں نے ہی کی تھیں"

"تب تو آپ کو پولیس کے حوالے کرنا بہت ضروری ہے... آپ سے تو چوری شدہ مال بھی برآمد کرنا ہوگا اور جن لوگوں کا وہ سامان ہے.... انھیں واپس کرنا ہوگا"

"ٹھیک ہے.... کر دیں مجھے پولیس کے حوالے.... لیکن اگر آپ لوگ مجھے معاف کر دیں گے تو یہ بہت بہتر رہے گا، .... اس لیے کہ اگر میں جیل چلا گیا تو وہاں سے پکا مجرم بن کر نکلوں گا اور پھر آپ جیسوں کے قابو میں نہیں آیا کروں گا..... اگر آپ چھوڑ دیتے ہیں تو میں سب لوگوں کا مال جو ابھی میرے پاس ہے .... واپس کر دوں گا"

"بات تو معقول ہے .... اچھا خیر.... ہم اللہ پر بھروسہ کر کے، تمھیں ایک موقع دیتے ہیں .... تم جا سکتے ہو.... یاد رکھو، اگر تم نے پھر چوری کی تو اللہ تعالیٰ تم سے ضرور سمجھیں

گئے۔"

"میں چوری نہیں کروں گا۔"

چور نے ان سے ہاتھ ملایا اور جانے لگا:

"ایک منٹ ٹھہرو بھئی.... کیا تم ہمیں اپنا پتا نہیں بتا سکتے ہو؟"

"ہاں! کیوں نہیں۔ میں گل بہار کالونی میں رہتا ہوں... مکان نمبر ۱۰۴۔"

"شکریہ! آپ جا سکتے ہیں۔"

چور نے ایک بار پھر ان کا شکریہ ادا کیا اور وہاں سے نکل گیا....

"شاید ہم نے اچھا کیا۔" عائشہ بولی۔

"یا پھر شاید بُرا کیا۔"

"اس کا فیصلہ صبح ہو جائے گا۔"

"وہ کیسے؟" عائشہ بولی:

"اس طرح کہ اگر اس نے اپنا اصل پتا بتایا ہو گا تو پھر وہ واقعی آئندہ چوریاں نہیں کرے گا اور اگر غلط پتا بتایا ہو گا تو چوریاں کرے گا۔"

"بہت خوب! یہ تو واقعی معقول بات ہے۔"

رات کے دوران کیرم کھیلتے ہوئے.... نہ جانے کب

ان کی آنکھ لگ گئی .... حالاں کہ انھوں نے رات بھر جاگنے کا پروگرام بنایا تھا .... لیکن وہ اپنے اس پروگرام پر عمل نہ کر سکے .... صبح دروازے کی گھنٹی سے ان کی آنکھ کھلی .... انھوں نے دیکھا، کرمو دروازہ کھولنے جا رہا تھا .... جونھی دروازہ کھلا .... ان کے ابّا جان اور امّی جان اندر آ گئے .... ان کے چہروں پر تھکن تھی ۔

" کیوں بھئی .... رات خیریت سے گزری "

" جی ہاں خیریت رہی ابا جان "

وہ اندر آئے .... اس وقت ان کی امی جان زور سے چلائیں :

" ارے ! یہ کیا "

" کیا ہوا ؟ "

" یہ .... یہ دیکھیے ۔

انھوں نے دیکھا .... تجوری کھلی پڑی تھی اور اس سے نقدی اور زیورات غائب تھے ۔

☆☆☆

"اُف مالک! یہ کیا ہوا!" ان کی والدہ بولیں۔
"تم تو کہہ رہے تھے.... رات خیریت سے گزری"
"جی .... جی ہاں.... وہ .... وہ" طاہر کچھ نہ کہہ سکا....
کیا بتایا.... یہ کہ انھوں نے ہاتھ آئے چور کو چھوڑ دیا تھا۔
اب ان کے دل ڈوبنے لگے"
"خیر.... میں پولیس کو فون کرتا ہوں"
ان کے والد فون کی طرف بڑھ گئے اور وہ باہر نکل آئے۔
"یار! یہ کیا ہوا؟"
"اس سے ہمیں ایسی امید نہیں تھی"
"اس کا مطلب ہے.... اس نے غلط پتا بتایا تھا"
"اور کیا کہہ سکتے ہیں"
"ویسے ہمیں اس پتے پر ایک بار دیکھ تو لینا چاہیئے"

کوثر نے کہا۔
" کمال ہے.... بھئی اس کی بھلا کیا ضرورت .... وہ وہاں کیسے مل سکتا ہے "
" پھر بھی .... دیکھ لینے میں کیا حرج ہے "
" اچھی بات ہے.... اس سے پہلے کہ پولیس آئے ...... آؤ وہاں ہو آئیں .... لیکن ہم پولیس کو یا ابّا جان کو اس کے بارے میں نہیں بتائیں گے "
" ہاں ! ورنہ خوب جھاڑ پڑے گی "
ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر وہ گل بہار کالونی پہنچے.... مکان نمبر ۱۰۴ تلاش کرنے میں انھیں کوئی دقت نہ ہوئی۔ انھوں نے دروازے پر دستک دی .... اور یہ دیکھ کر دھک سے رہ گئے کہ چور وہاں موجود تھا.....
" اوہ .... یہ اتنی صبح صبح .... خیر تو ہے.... کیا یہ دیکھنے آئے ہیں کہ میں نے غلط پتا تو نہیں بتایا تھا "
" ہاں ! یہ دیکھنے بھی آئے تھے .... ایک اور بات بھی ہے "
" اور وہ کیا ؟"
" رات ہماری گھر میں چوری ہو گئی ہے.... سب نقدی اور زیورات لے گیا "

"یہ .... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"
"ہم غلط نہیں کہہ رہے۔"
"اُف مالک! تو آپ کا خیال ہے.... چوری میں نے کی ہے۔"
"اس کے علاوہ ہم کیا سوچ سکتے ہیں۔"
"لیکن ذرا سوچیں.... اگر مجھے چوری کرنی ہوتی تو کیا میں آپ کو اپنا بالکل درست پتا بتایا۔"
"نہیں .... اسی بات پر تو مجھے حیرت ہے۔"
"تو پھر یقین کریں.... میں نے آپ کے گھر میں چوری نہیں کی.... دوسروں کے ہاں ضرور کرتا رہا ہوں.... اور آج سے چوریوں کا مال ان کے مالکان تک پہنچانے کا کام شروع کر رہا ہوں۔"
"اس کا مطلب ہے.... ہمارے گھر میں چوری کسی اور چور نے کی ہے۔"
"اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔"
"اچھی بات ہے.... ہم چلتے ہیں۔"
"اگر آپ کو مجھ پر شک ہو تو آپ ضرور پولیس کو فون کر دیں اور مجھے گرفتار کرا دیں.... میں یہیں ملوں گا۔"
وہ حیرت زدہ سے اپنے گھر پہنچے.... وہاں پولیس

آ چکی تھی .... اور اپنی کارروائی کر رہی تھی ....

"تم کہاں چلے گئے تھے ...." ان کے والد نے غصّے میں آ کر کہا۔

"ایک دوست سے ملنے ..."

"گھر میں چوری ہو گئی ہے .... اور تم دوست سے ملنے چلے گئے تھے .... اور یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا .... تم تو کہہ رہے تھے کہ .... ساری رات جاگتے رہو گے اور کسی چور کی دال نہیں گلنے دیں گے۔"

"ہمیں بہت افسوس ہے ابّا جان۔"

"جانے دیں فاروقی صاحب .... بچّوں پر نہ بگڑیں .... سردیوں کی رات بہت طویل ہوتی ہے .... ساری رات جاگ کر کاٹ دینا آسان نہیں ہوتا .... ہم بہت جلد چور کا سراغ لگا لیں گے۔"

"جی بہت بہتر انسپکٹر صاحب۔"

پولیس والے اپنا کام کر کے چلے گئے .... وہ تمام رات چپ چپ رہے .... رات کو اپنے کمرے میں آ کر کھسر پھسر کرنے لگے۔

"کم از کم اس نے ہمارے گھر میں چوری نہیں کی .... اگر کی ہوتی تو وہ اپنے گھر میں ہمیں نہیں مل سکتا تھا۔"

"ہاں! ہمارے دل بھی یہی کہ رہے ہیں... لیکن پھر چوری کس نے کی .... ارے ہاں صبح گھر کا دروازہ تو بند ملا تھا۔ جب ہم جاگے .... اس وقت بھی دروازہ اندر سے بند تھا۔"

"بھئی ان چوروں کا کیا ہے .... یہ کسی نہ کسی طرح اندر داخل ہو ہی جاتے ہیں .... اور نکل بھی جاتے ہیں .... انھیں دروازہ کھولنے یا بند کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔" طاہر نے کہا۔

"کیوں نہ ہم اس چوری کا سراغ لگانے کی کوشش کریں۔"

"ہم .... ہم کوئی سراغرساں ہیں .... ہم کیا جانیں، چوری کا سراغ کس طرح لگایا جاتا ہے۔"

"اِدھر اُدھر گھوم پھر کر دیکھ لیتے ہیں .... شاید ہمیں کوئی چیز مل جائے ...."

"ہوں ٹھیک ہے ...."

انھوں نے اچھی طرح گھر کو دیکھا بھالا .... پھر پائیں باغ میں آئے .... باغ کو بھی دیکھا .... غور کرنے پر ایک جگہ زمین نرم نظر آئی .... ایک چھڑی کی مدد سے مٹی ہٹائی تو گڑھا بنتا چلا گیا .... یہاں تک کہ اس میں کپڑے

کی ایک پوٹلی نظر آئی ۔۔۔۔اب تو ان پر جوش سوار ہو گیا ۔۔۔۔ پوٹلی کو کھولا تو اس میں ان کے زیورات اور نقدی موجود تھی۔۔ انھوں نے خالی پوٹلی رکھ کر گھڑا پُر کر دیا اور نقدی اور زیورات لاکر نہایت خاموشی سے سیف میں رکھ دیے' سیف کی چابی طاہر نے اپنے پاس رکھ لی ۔۔۔۔ اپنے والد کو بھی کچھ نہ بتایا۔

رات ہو گئی ۔۔۔۔ ان کے والدین تو سو گئے ، لیکن ان کی آنکھوں میں نیند کا کوئی پتا نہ تھا ۔۔۔۔ وہ جاگتے رہے۔ ان کی نظریں اپنے کمرے سے ہوتی پائیں باغ میں اس جگہ جمی تھیں جہاں وہ گڑھا بنایا گیا تھا۔ آخر رات کے ٹھیک ایک بجے انھوں نے ایک سائے کو باغ میں داخل ہوتے دیکھا ، اس کے ہاتھ میں ایک پنسل ٹارچ تھی ۔۔۔۔ اس کی روشنی زمین پر پڑ رہی تھی۔ اور پھر روشنی اس جگہ پر آکر رک گئی جس جگہ گڑھا بنایا گیا تھا ۔۔۔۔ ایک ہاتھ میں ٹارچ پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے وہ گڑھا کھودنے لگا ۔۔۔۔ پھر اس نے گڑھے میں سے پوٹلی نکال لی ۔۔۔۔ پوٹلی لے کر وہ چل پڑا۔ وہ پانچوں دبے پاؤں کمرے سے نکلے اور اس سائے کے تعاقب میں چل پڑے ۔۔۔۔ پھر جونھی انھیں معلوم

ہوا۔ وہ کون ہے .... عائشہ نے طاہر کو اشارہ کر دیا...
وہ فوراً دبے پاؤں اندر گیا .... اپنے والد کو جگایا
اور سرگوشی میں بولا۔

" ابا جان! ہم نے چور پکڑ لیا ہے .... اور مال بھی
برآمد کر لیا ہے!!

" یہ .... یہ تم کیا کہ رہے ہو۔ ذرا پھر سے کہنا "

" ہم نے مال برآمد کر لیا ہے اور چور کو پکڑ لیا
ہے "

" نہیں .... یہ کیسے ہو سکتا ہے .... چور کو تو ابھی تک
پولیس نہیں پکڑ سکی "

" ان کا طریقہ اور ہے .... ہمارا طریقہ اور ...." عائشہ نے
شوخ آواز میں کہا۔

" جلدی بتاؤ کہ چور کون ہے، کہاں ہے "

" یہ بتانے کا وقت نہیں .... آپ فوراً ہمارے ساتھ
چلیے "

" اچھی بات ہے "

" کیا بات ہے .... کیا ہوا " ان کی والدہ نے چونک
کر کہا۔

" آؤ بیگم .... یہ کہتے ہیں .... انھوں نے چور کو پکڑ لیا

ہے۔"

ہائیں..... کیا واقعی ۔" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔
" دیکھتے ہیں۔" یہ کہہ کر وہ طاہر کے پیچھے چل پڑے... یہاں تک کہ کوٹھی کے پچھلے حصے میں آ گئے:
" یہ کیا.... یہ تم ہمیں کہاں لے آئے ہو:
" یہاں ہمارا مجرم موجود ہے۔"
" تت .... تمھارا مطلب ہے۔" وہ آگے کچھ نہ کہہ سکے۔
" آیئے .... اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔"

وہ اور آگے بڑھے اور کمرے کی درز سے آنکھیں لگا دی.... اندر کا منظر دیکھ کر وہ بُری طرح اچھلے اور پھر انھوں نے دروازے پر دستک دے ڈالی:
" کرمو .... دروازہ کھولو۔"

انھوں نے سوراخ میں سے کرمو کو بڑی طرح اچھلتے دیکھا.... لیکن اب کیا ہو سکتا تھا.... کرمو اندر خالی پوٹلی سمیت موجود تھا.... جب وہ اندر داخل ہوئے تو کرمو کا سر جھکا ہوا تھا.... اور انھیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ سر اب کبھی نہیں اُٹھے گا۔

☆☆☆

نئی نسل
TAHIR S. MALIK PRESENTS
نیا ادب

اور اب **اشتیاق احمد** پیش کرتے ہیں....
نوعمر قارئین کی خواہشات کے احترام میں....
ان کے بے پناہ اصرار پر......
ان کے لیے نہ لکھنے کے اعتراض پر......
دلچسپ، حیرت انگیز اور مزاح سے بھرپور کہانیاں

پرانا چراغ نیا الہ دین	4/50
دوسرا چور	4/50
خوفناک امتحان	4/50
خون کی چوری	4/50

مکمل سیٹ کی قیمت 18 روپے لیکن.....
"بکس گفٹ پیک"
منگوانے پر -/3 روپے کی خصوصی بچت
صرف -/15 روپے کا منی آرڈر بنام
اشتیاق پبلیکیشنز 9/12 نصیر آباد سانده کلاں لاہور ارسال کیجئے۔
اور پھر
"بکس گفٹ پیک" گھر بیٹھے آپ کے ہاتھ
بچت کی بچت ..... مزے کا مزا
شائع ہو چکی ہیں